نقطۂ تحقیق

عورت کی دیت کا مسئلہ

(مولانا ریاض الحسن نوری)

عنوان "نقطۂ تحقیق" کے تحت ادارہ ایسی آراء کو پیش کرنا چاہتا ہے جن کا براہِ راست تعلق ہمارے معاشرے اور مسائل سے ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ادارہ مقالہ نگار کی رائے سے متفق ہے بلکہ مقصود صرف یہ ہے کہ مسائل کا تجزیہ کرنے اور ان پر غور و فکر کرنے کی تحریک پیدا ہو۔

ملک کے مشہور محقق مولانا ریاض الحسن نوری صاحب نے اس مقالے میں ایک متداول رائے سے اختلاف کیا ہے اور اپنے مؤقف کو دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اگر اہلِ علم حضرات فاضل مقالہ نگار سے اتفاق نہ رکھتے ہوں اور اس مسئلہ پر کچھ تحریر کرنا چاہیں تو ادارہ ان کی رائے کو شائع کرنے میں خوشی محسوس کرے گا۔ (ادارہ)

باسمہ سبحانہ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم وصحبہ اجمعین۔

زمانہ قدیم سے عورتوں کا طبقہ دنیا کے مظلوم ترین طبقوں میں رہا ہے۔

غیر اسلامی دنیا میں عورت کی ناگفتہ بہ حالت

قرونِ وسطیٰ میں ہندوستان میں بیوی کو خاوند کی میت کے ساتھ آگ میں جلنے پر مجبور کیا جاتا تھا اور یورپ میں خاوند کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ جب چاہے اپنی بیوی کے گلے میں رسی

ڈال کر بازار میں بیچ آئے۔

جدید دور کے یورپ کا مایہ ناز فلسفی نطشے زرتشت کا نام لے کر یہ کہتا ہے کہ عورتیں دوستی کے قابل نہیں وہ محض بلیاں ہیں یا زیادہ سے زیادہ گائیں عورتیں صرف جنگجو مردوں کے دل بہلانے کے لیے ہیں۔ اس کے نزدیک اس دل کو بہلانے میں عورتوں کو کوڑے سے مارنا بھی شامل ہے وہ لکھتا ہے کہ عورت کے پاس جاتے وقت اپنا کوڑا نہ بھولنا۔

Whenever thou goest to woman donot forget thy whip

یہ جاننے کے لیے کہ آج بھی مغربی دنیا میں عورتوں کو کوڑے مار کر مرد لطف اندوز ہوتے ہیں اور ان کی چیخ و پکار کو ٹیپ کرتے ہیں اور یہ کہ یورپی لڑکیوں کی خرید و فروخت جاری ہے اور ان سے زبردستی فحاشی اور بدکاری کرائی جاتی ہے آپ مندرجہ ذیل کتاب دیکھئے۔

Sex Slavery-by Stephen Barley, Published by Cornet Books London

یورپ میں عورتوں کو بڑی مشکل سے ووٹ کا حق ملا ۱۹۱۳ء میں انگلینڈ میں ووٹ کا حق مانگنے کے جرم میں ایک عورت کو گھوڑے سے کچل کر مار ڈالا گیا۔ ووٹ کا حق ۱۹۲۸ء میں ملا۔ سوئٹزرلینڈ جیسے ملک میں یہ حق حال ہی میں یعنی ۱۹۷۱ء میں ہی مل سکا۔ جبکہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ

لہ امریکہ میں آج بھی یکساں کام اور قابلیت کے باوجود عورت مرد کی تنخواہ میں بڑا تفاوت ہے۔

i: P. 764-A History of Western Philosophy by Russell

ii: PP. 76,80 Great Events of the 20th Century Published by Reader's Digest Association

نے حضرت عثمانؓ کے انتخاب کے دوران مدینہ کی عورتوں سے بھی مشورہ لیا تھا۔ صلح حدیبیہ میں خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی حضرت امّ سلمہؓ کے مشورہ پر عمل کیا تھا۔ اسلام میں عام عورت کو عین میدانِ جنگ میں دشمن کو امان دینے کا اتنا ہی حق حاصل ہے جتنا کمانڈر ان چیف یا وزیر اعظم کو۔

عورت کی دیت میں شدید اختلافات

غرضیکہ اسلام سے پہلے مشرق ہو یا مغرب عورت کو انسان بھی نہ سمجھا جاتا تھا اسلام نے آکر عورت کو نہ صرف عزت کا مقام دیا بلکہ ان کے ساتھ کئی معاملات میں ترجیحی سلوک کیا[۵۱]۔ لیکن عوام کے ذہن اس تبدیلی کو جلدی ہضم نہ کر سکے اور تیزی سے اسلام کے پھیلاؤ کی وجہ سے اور نومسلموں کی معاشرے میں اکثریت کی وجہ سے یہ تبدیلی ذہنی طور پر اتنی آسان نہ رہی۔ پس جمہور علماء نے اس کا فتویٰ تو دیدیا کہ عورت کے قصاص میں مردوں کی جماعت کو بھی قتل کر دیا جائے گا لیکن دیت کے معاملے میں غیر دانستہ طور پر وہ عوام کی اکثریت کے نظریات سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور اس طرح سے دیت کے معاملے میں اختلافات ظہور پذیر ہو گئے حالانکہ قرآن کی عمومی آیات اور احادیث صحیحہ دیت میں عورت و مرد کی برابری پر دال تھیں۔ قصہ مختصر علماء مندرجہ ذیل مختلف گروہوں میں بٹ گئے۔

۱۔ کچھ علماء نے عوام کی اکثریت اور ان کے دلائل کے مطابق یہ سوچنا شروع کر دیا کہ عورت

---

[۵۱] مثلاً عورت پر اسلام میں کوئی اقتصادی ذمہ داری نہیں ہے۔ خاوند۔ باپ۔ بھائی وغیرہ حسب موقع اسکے کفیل مقرر کئے گئے ہیں۔ نہ عورت پر جہاد فرض ہے۔ پھر عدالتوں میں عام حالات میں ان کی حاضری ضروری نہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں اور گواہی کے سلسلے میں بھی ان کو عدالت میں حاضری کی تکلیف دینا اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ یعنی ان کو وی آئی پی کا درجہ دیا گیا ہے۔ تفصیل و حوالے آگے مذکور ہوں گے اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان بننے سے پہلے جب ہماری تعلیم گاہوں کا معیار ایسا پست نہ تھا بلکہ بہت بلند تھا۔ اور عورتیں مغربی تہذیب سے زیادہ مرعوب نہ ہوئی تھیں۔ وہ اسلام پر مردوں سے زیادہ عمل کرتی تھیں اور بہتر مسلمان تھیں۔ یاد رہے کہ اگر عورت عاقلہ میں بھی ہو اس پر دیت کی کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔ (کذا فی المغنی)

کی موت سے خاندان و معاشرہ کو کم اقتصادی نقصان پہنچتا ہے اور مرد کی موت سے زیادہ۔ اقتصادیات کو زیادہ اہمیت دینے کی وجہ سے وہ قیاس مع الفارق پر مجبور ہو گئے اور وہ کہنے لگے کہ جب عورت کا حصّہ میراث میں نصف ہے اور شہادت بھی نصف ہے تو پھر اس کی دیت بھی نصف ہی ہونی چاہیے۔[۱] اس دلیل پر ہم بعد میں مفصل گفتگو کریں گے۔ پس انہوں نے کہا کہ قلیل و کثیر میں عورت کی دیت نصف ہے اور اس کی تائید میں ان کو عوام میں منتشر طور پر پھیلے ہوئے بعض اقوال مل گئے جن کو ضعیف راویوں نے بعض صحابہ کی طرف منسوب کیا تھا۔ ان کو انہوں نے قبول کر لیا حالانکہ صحابہ سے منسوب ایسے ضعیف اقوال بھی تھے جن میں دیت میں برابری کا ذکر تھا لیکن ان کو انہوں نے قبول نہیں کیا اور ان احادیث مرفوعہ صحیحہ کی طرف بھی ان کا دھیان نہیں گیا جن میں صیغہ عموم سے دیت کی مقدار سو اونٹ مقرر کی گئی تھی اور جو عورت و مرد کی دیت میں برابری پر دال ہیں۔

۲۔ علماء کے دوسرے گروہ نے جب دیکھا کہ تمام احادیث میں جنین چاہے مذکر ہو یا مؤنث اس کی دیت ایک ہی ہے یعنی ایک غلام یا لونڈی کو آزاد کرنا تو انہوں نے فتویٰ دے دیا کہ ثلث تک تو عورت کی دیت مرد کے برابر ہوگی اس سے زیادہ ہو تو نصف ہوگی۔

ابن قدامہ لکھتے ہیں:

”لان ما دون الثلث یستوی فیه ذکر وا لانثی بدلیل الجنین فانه یستوی فیه الذکر والانثیٰ الخ“[۲]

---

[۱] حالانکہ صحاح ستہ بلکہ حدیث کی سولہ مشہور کتب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بھی حدیث قلیل و کثیر میں نصف کی مروی نہیں۔ نہ صحیح اور نہ ضعیف۔ صرف بیہقی نے روایت کیا لیکن ساتھ ہی ناقابل اعتبار قرار دے دیا۔ حدیث و آثار پر مفصل بحث آگے آ رہی ہے۔

[۲] المغنی والشرح الکبیر جلد ۹ ص ۵۳۳)

اس طرح سے یہ اس کے قائل ہو گئے کہ عورت کی تین انگلیاں کاٹ دی جائیں تو اس کی دیت بھی اتنی ہی ہو گی جتنی مرد کی تین انگلیوں کی ہو گی یعنی تیس اونٹ[1] پھر آگے اس اصول کی کچھ لوگوں نے تو یہ تشریح کی کہ تین انگلیوں کی دیت تو تیس اونٹ ہو گی۔ لیکن چار انگلیوں کی دیت اس فارمولے کے تحت بیس اونٹ ہو گی (جو خلاف عقل ہے۔) اس نتیجہ پر اعتراض ہوا۔ اور اس پر اعتراض کرنے والوں میں سب سے مشہور نام امام مالک کے استاد ربیعہ کا ہے، اس کے متعلق شوکانی لکھتے ہیں۔

"هذا كما قال ربيعة بن ابى عبد الرحمن (ان المرأة حين عظم جرحها اشتدت مصيبتها نقص عقلها) و السبب ذلك أن سعيدا جعل التنصيف بعد بلوغ الثلث من دية الرجل راجعا الى جميع الارش ولو جعل التنصيف باعتبار المقدار الزائد على الثلث لا باعتبار ما دونه فيكون مثلا فى الاصبع الرابعة من المرأة خمس من الابل لانها هى التى جاوزت الثلث ولا يحكم بالتنصيف فى الثلاث الاصابع، فاذا قطع من المرأة اربع اصابع كان فيها خمس وثلاثون ناقة لم يكن فى ذلك اشكال"[2]

یعنی ربیعہ کا اعتراض یہ تھا کہ جب عورت کا زخم بڑھتا ہے اور اس کی مصیبت بڑھ جاتی ہوتی ہے تو اس کی دیت کم ہو جاتی ہے۔ یہ گڑبڑ اس لیے پیدا ہوئی کہ حضرت سعید

---

[1] حالانکہ صحیح قیاس یہی ہے کہ جب جنین اور ثلث تک میں برابری ہو گئی تو زیادہ میں بھی برابری ضروری ہو گی۔

[2] نیل الاوطار جلد ۷، ص ۷۱ و ۷۲، مصطفی البابی ۱۹۶۱ء

رحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہٗ نے (جیسا کہ ان کی طرف منسوب ہے) ثلث کے بعد کی کل دیت کا نصف کر دیا۔ لیکن اگر صرف ثلث سے زائد کی مقدار کا نصف کیا جائے تو اس طرح اشکال ختم ہو جاتا ہے یعنی مثلاً اس طرح سے صرف چوتھی انگلی کی دیت پانچ اونٹ ہو گی، کیونکہ اسی انگلی نے ثلث سے تجاوز کیا ہے اور پہلی تین انگلیوں کی دیت کی تنصیف نہ کی جائے گی۔ پس جس عورت کی کل چار انگلیاں کاٹی جائیں تو ان کی کل دیت ۳۵ اونٹ ہوں گے۔ یہ فارمولا شوکانی کا ہے۔ اس کے حساب سے عورت کی پانچ انگلیوں کی دیت چالیس اونٹ ہوں گے۔

۳۔ علماء کے تیسرے گروہ نے اس مساوات کو اور آگے تک بڑھایا (اور غالباً جنین کی برابری کی وجہ سے) یہ اصول قائم کیا کہ ثلث تک ہی نہیں بلکہ نصف دیت تک عورت کی دیت مرد کے برابر ہو گی۔ گویا پانچ انگلیوں کے قطع میں بھی عورت کی دیت پچاس اونٹ یعنی مرد کے برابر ہو گئی۔ اس گروہ کے علماء کے استاد خواجہ حسن بصری ہیں۔ شوکانی اور دوسرے لوگ لکھتے ہیں:-

وقال الحسن یستویان الی النصف ثم ینتصف [1]

مذکورہ بالا اصول پر اگر ہم شوکانی کا طریقہ استعمال کریں تو جس زخم یا زخموں (جراحات) میں مرد کی دیت اگر اسّی اونٹ ہیں تو عورت کی دیت ۶۵ اونٹ ہو گی اور اگر مرد کی دیت سو اونٹ ہے تو عورت کی دیت ۷۵ اونٹ ہو گی پس شوکانی کا فارمولا مذکورہ بالا اصول پہ لاگو کرنے سے عورت کی ناک جڑ سے کاٹنے کی دیت مرد کی دیت کا تین چوتھائی یعنی ۷۵ اونٹ ہو جائے گی۔[2] اس حساب سے عورت کی جان کی دیت مرد کی جان کی دیت کا تین

---

[1] نیل الاوطار جلد ۷ ص ۷۲ مصطفی البابی ۱۹۶۱ء

[2] اگر شوکانی کا طریقہ استعمال نہ کیا جائے تو زیادہ مشکل میں پھنس جاتے ہیں یعنی ۵ انگلیوں کی دیت پچاس اونٹ اور چھ کی تیس اونٹ۔

چوتھائی ہوگی نہ کہ نصف۔

۴۔ شوکانی نے علماء کی ایک چوتھی رائے کا بھی ذکر کیا ہے یعنی یہ کہ سوائے موضحہ کے باقی تمام جراحات میں عورت و مرد کی دیت برابر ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"ان الاشهر عن ابن مسعود وعثمان وشريح وجماعة ان دية جراحة المراة مثل دية الجراحة الرجل الا الموضحة فانها على النصف[1]"

لیکن امام اعظم نے ابن مسعود سے الموضحۃ میں برابری کا قول بھی روایت کیا ہے (جامع مسانید ص۱۸۰)

ائمہ اربعہ اور عورت کی دیت کا مرد کی دیت کے برابر ہونا:

ائمہ اربعہ میں سے امام ابوحنیفہ اور شافعی کی طرف عورت کی دیت کا مرد کے برابر ہونا بھی منسوب ہے۔ یہ بات قاضی ابوالولید الباجی الاندلسی نے المنتقی فی شرح مؤطاء میں لکھی ہے[2] اور نصف کا قول بھی منسوب ہے۔

امام مالک سے جو مؤطا یحییٰ کے طریق پر روایت کی گئی ہے اس میں ثلث تک برابری کی دو روایات ملتی ہیں مگر جو مؤطاء امام محمدؒ نے امام مالکؒ سے روایت کی ہے اس میں نہ ثلث تک برابری کی کوئی روایت موجود ہے اور نہ قلیل وکثیر میں نصف کی روایت موجود ہے[3]۔ البتہ یہ روایت کتاب الدیات کی سب سے پہلی روایت دونوں کی روایت کردہ مؤطاء میں موجود ہے۔

ان فى النفس مائة من الابل الحديث۔

مذکورہ بالا روایت سے واضح طور پر عمومیت اور دیت میں برابری ظاہر ہوتی ہے المدونہ

---

[1] اگر شوکانی کا طریقہ استعمال نہ کیا جائے تو زیادہ مشکل میں پھنس جاتے ہیں یعنی ۵ انگلیوں کی دیت پچاس اونٹ اور چھ کی تین اونٹ۔

[2] کتاب المنتقی شرح مؤطاء تالیف القاضی ابی الولید الباجی الاندلسی من اعیان الطبقۃ العاشرہ من علماء السادۃ المالکیہ المولود سنۃ ۴۰۳ ج ۸ ص ۸۶۔ [3] یاد رہے کہ نصف کی کوئی بھی روایت نہ ابویوسف کی تینوں کتابوں میں سے کسی میں اور نہ ہی مسند احمد میں ہے۔

میں امام مالکؒ کا کوئی واضح قول نہ دیت کی برابری میں ملتا ہے نہ ثلث تک برابری میں اور نہ نصف کا قول ملتا ہے۔ البتہ یہ باب ضرور ہے کہ:

"ماجاء فی النفر اذا اجتمعوا علی قتل امرأۃ"

اس باب میں واضح طور پر لکھا ہے کہ اگر کئی مرد مل کر کسی عورت کو قتل کریں تو سب قصاص میں قتل کر دیئے جائیں گے۔ اسی طرح اگر وہ کسی بچے یا بچی کو مل کر قتل کریں تب بھی سب قصاص میں قتل کر دیئے جائیں گے۔

"کذالک لو اجتمعوا فی قتل صبی او صبیۃ عمداً یقتلون بذٰلک"

رہے امام احمد بن حنبل تو ان کا یہ قول خود حنبلی روایت کرتے ہیں کہ قتل عمد میں ذمی مرد و عورت کی دیت برابر ہوگی۔

"وقال احمد دیاتھن علی النصف من دیات ذکورھن فی الخطاء واما فی العمد فکالرجال منھم"[1]

لیکن یہ یاد رہے کہ امام احمد کے شیخ ابن علیہ قاضی مظالم (خلافت عباسیہ) عورت اور مرد کی دیت کی قلیل و کثیر میں برابری کے سب سے بڑے داعی تھے اس پر تفصیلی گفتگو بعد میں ہو گی۔ آپ عبدالرحمن بن مہدی۔ علی المدینی، امام احمد بن حنبل اور موسیٰ بن سہل اسحق وغیرہ کے استاد تھے۔ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں آپ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ ابن جریج اور شعبہ نے بھی آپ

---

[1] الافصاح عن شرح معانی الصحاح لھبیرۃ الوزیر ج ۲ ص ۲۲۶ -

سے روایت کی حالانکہ یہ ان کے استاد تھے۔ہم کہتے ہیں کہ اس بات سے اور جو خراج تحسین علماء رجال نے ان کو پیش کیا ہے اس سے حدیث میں ان کے مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔حوالے آگے آتے ہیں۔

صحیح قول یہی ہے کہ عورت اور مرد کی دیت برابر ہے یہی قرآن و احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے

اگرچہ عام طور سے علماء اور عوام کی اکثریت یہی تسلیم کرتی رہی ہے کہ عورت کی دیت مرد کے برابر نہیں لیکن سلف سے خلف تک علماء کی ایک ایسی جماعت بھی ہمیشہ سے موجود رہی ہے جس نے رائے عامہ کا خیال نہیں کیا اور قرآن و سنت ثابتہ کی رو سے ہمیشہ عدالتوں میں یہی فیصلے کئے کہ عورت کی دیت قلیل وکثیر میں مرد کی دیت کی اسی طرح برابر ہے جس طرح عورت و مرد قصاص کے معاملے میں برابر ہیں۔اور جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت کے قصاص میں مرد کو قتل کیا جائے گا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

" ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیه سلطانا فلا یسرف فی القتل "

اور فرماتے ہیں۔

" کتب علیکم القصاص فی القتلی "

اور ارشاد ہوتا ہے۔

" ولکم فی القصاص حیاة اور کتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس وغیرہ وغیرہ۔

پس قرآنی آیات میں عموم کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔خاص طور سے الفاظ " من " اور " نفس " اور " القتلی " اور " لکم " اس بات پر دال ہیں کہ یہ احکام عورت و مرد

امیر و غریب بچے و بڑے ۔ بادشاہ اور عامی شریف و رذیل پاگل و عاقل اندھے اور بینا صحیح الاعضاء اور ہاتھ پیر کٹے ۔ عالم و جاہل مریض و صحت مند سب پر مساوی طور پر لاگو ہوتے ہیں یعنی قصاص لینے میں اس طرح کے کسی فرق کو ملحوظ نہیں رکھا جائے گا کیونکہ جان سب کی برابر ہے ۔ ابن قدامہ یوں فرماتے ہیں:

(فصل) "واجمع اهل العلم على ان الحر المسلم يقاد به قاتله وان كان مجدع الاطراف معدوم الحواس و القاتل صحيح سوى الخلق او كان بالعكس وكذلك ان تفاوتا فى العلم والشرف والغنى والفقر والصحة والمرض والقوة والضعف والكبر والصغر والسلطان والسوقة ونحو هذا لم يمنع القصاص بالاتفاق وقد دلت عليه العمومات التى تلونا وقول النبى صلى الله عليه وسلم (المؤمنون[1] تكافأ دماؤهم) ولان اعتبار التساوى فى الصفات والفضائل يفضى الى اسقاط القصاص بالكلية وفوات الحكمة والردع والزجر فوجب ان يسقط اعتباره كالطول والقصر والسواد والبياض[2]۔"

---

[1] لفظ "المومنون" میں امام بیہقی وغیرہم نے عورتوں اور مردوں دونوں کو شامل قرار دے کر اس حدیث سے یہ دلیل قائم کی ہے کہ عورت کے قصاص میں مرد کو قتل کیا جائے گا۔ اس کا مفصل حوالہ آگے آرہا ہے مزید دیکھئے کہ ابن قدامہ نے اگرچہ اپنے مذکورہ بالا بیان میں "الحر المسلم" کا لفظ استعمال کیا ہے مگر اس میں آزاد عورت انکے نزدیک بھی شامل ہے ۔ ایسے موقعوں پر عورت کا الگ سے ذکر کرنے کا طریقہ نہیں ہے بلکہ شامل سمجھی جاتی ہے۔

[2] المغنی والشرح الکبیر ج ۹ ص ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵۔

یعنی جسمانی یا مالی یا علمی فرق سے قصاص میں کوئی اختلاف واقع نہیں ہوتا اور اسی پر سب کا اتفاق ہے اور اس کی دلیل مذکورہ بالا آیات قرآنی ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کہ تمام مومنوں کا خون برابر ہے۔ اور اگر ہم صفات اور فضائل کے فرق کو دیکھنے لگیں تو قصاص ہی بالکل ختم ہو کر رہ جائے گا اور قصاص سے لوگوں کو ڈرا کر خون ریزی سے باز رکھنے کی حکمت زائل ہو جائے گی پس یہ ضروری ہوا کہ قصاص کے معاملہ میں مذکورہ بالا قسم سے فرق کو ملحوظ نہ رکھا جائے جیسا کہ بلند قامت یا کوتاہ قد اور گورے یا کالے کے درمیان کسی طرح کا فرق ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔

ہمارا کہنا یہ ہے کہ جب قصاص میں فضیلت وغیرہ کے فرق کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا تو دیت قصاص ہی کا بدل ہے دوسرے جو قباحتیں ابن قدامہ نے قصاص میں فرق کرنے کے سلسلے میں بیان کی ہیں وہی قباحتیں دیت کے سلسلے میں بھی اسی طرح پائی جاتی ہیں۔ ردع اور زجر کی خاطر ایک مرد یا ایک عورت کے قصاص میں مردوں کی جماعت کو قتل کیا جاتا رہا ہے۔ شاہ ولی اللہ ؒ لکھتے ہیں کہ بیہقی کی روایت کے مطابق حضرت عمرؓ نے ایک عورت کے قصاص میں تین مردوں کو قتل کرایا۔[1] مصر کے علی قراعۃ (رئیس المحکمۃ العلیا الشرعیہ) لکھتے ہیں۔

"فقد ثبت عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ قتل جماعۃ الرجال بالمرأۃ الواحدۃ من غیر خلاف ظھر من احد من نظرائہ مع استفاضۃ ذلک و شھرتہ عنہ ومثلہ یکون اجماعاً"[2]

یعنی یہ بات حضرت عمرؓ سے ثابت ہے کہ آپ نے محض ایک عورت کے قصاص

---

[1] ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مترجم ج ۳ ص ۴۸۵ مطبوعہ نور محمد کراچی۔

[2] العقوبات الشرعیہ واسبابہا مولفہ علی قراعۃ مطبوعہ مصر ص ۳۳۰ ، ۳۳۶۔

میں مردوں کی جماعت کو قتل کرایا اور ان کے اس فعل کی کسی نے مخالفت نہیں کی حالانکہ ان کا یہ فیصلہ بہت مشہور و معروف ہے۔ ایسے فیصلے کو اجماعی فیصلہ کہتے ہیں۔

قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت کہ دیت قصاص کا بدل ہے: موصوف آگے چل کر فرماتے ہیں۔

"(الدية بدل النفس) وفي القصاص معنى البدلية لقوله تعالى (وكتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس) والباء تستعمل في الابدال وبهذا يكون كل من الدية بدلا عن النفس"[1]

یعنی دیت جان کا بدل ہوتی ہے اور قصاص کا معنی بھی "بدل" ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ان پر جان کے بدلے جان کی سزا لکھ دی۔ مزید یہ کہ 'ب' بدل کے مواقع پر استعمال کیا جاتا ہے پس دیت اور قصاص دونوں جان کا بدل ہوں گے ہم کہتے ہیں کہ اب جبکہ قصاص اور دیت دونوں جان کا بدل ٹھہرے تو جن اشخاص کی جان یا نفس میں برابری ہوگی لازمی طور پر ان کی دیت بھی برابر ہی ہوگی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے یہ کہا جائے کہ سو اونٹ کا بدل دو سو گائیں یا ہزار بکریاں ہیں تو یہ سمجھا جائے گا کہ سو اونٹ، دو سو گائیں اور ہزار بکریاں قیمت میں برابر ہیں۔

پھر دیکھئے کہ حضرت ابن عباسؓ کا قول مشہور ہے کہ بنی اسرائیل میں صرف قصاص تھا اور ان میں دیت نہ تھی۔ امت محمدیہ کے لیے یہ آسانی کی گئی کہ انہیں قصاص کے عوض دیت کی بھی اجازت مل گئی[2] اس تفسیر سے بھی یہی ثابت ہے کہ جو اشخاص قصاص میں برابر ہوں

---

[1] العقوبات الشرعیہ واسبابہا مؤلفہ علی قراعۃ مطبوعہ مصر ص ۳۳۰ / ۳۳۶۔

[2] شرح معانی الآثار للامام طحاوی تحقیق النجار ج ۳ ص ۱۷۵ مطبوعہ قاہرہ۔

یت بھی لامحالہ برابر ہوگی کیونکہ دیت قصاص ہی کا توعوض یا بدل ہے ۔پس جو
اور مرد کے لیے ایک سے قصاص کے قائل ہیں ان کے لیے اس سے معزنہ
ت اور مرد میں دیت کی برابری کے قائل بھی ہوں ۔ کیونکہ جب اصل یعنی قصاص
نہیں تو بدل میں تفاوت کیسے جائز ہو سکتا ہے ۔ فقہ کی تاریخ میں ہمیں سرفہرست
ن المدینی شعبہ وغیرہ کے شیخ ' عباسی دور کے قاضی مظالم و محفوظ عن الخطاء محدث
رئیس ابن علیہ کا نام ملتا ہے ، جنھوں نے یہی تعلیم اپنے لیکچرز میں بھی اپنے شاگردوں
شہور فقیہ الاصم جن کا ذکر سرخسی اکثر مبسوط میں کرتے ہیں وہ بھی انہیں کے ہم خیال
رازی نے ان کا قرآنی استدلال بیان کیا ہے لیکن باوجود شافعی ہونے کے ان کے
جواب نہیں دیا بلکہ واللہ اعلم کہہ کر بات ختم کر دی جس سے یہی مترشح ہوتا ہے
رازی بھی ان کے ہم خیال تھے ورنہ وہ ضرور ان کی دلیل کا رد کرتے ۔ امام رازی تفسیر
یت زیر بحث کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

حجۃ الاصم قولہٗ تعالیٰ (ومن قتل مؤمناً خطأً فتحریر
قبۃ مؤمنۃ و دیۃ مسلمۃ الیٰ اھلہ) واجمعوا علی
ن ھذہ الآیۃ دخل فیہا حکم الرجل والمرأۃ فوجب
ن یکون الحکم فیہا ثابتاً بالتسویۃ ، واللہ اعلم ۔

نی اصم رحمۃ اللہ علیہ کی حجت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے مومن کو غلطی سے
یا اس کا عوض یہ ہے کہ وہ ایک مومن غلام یا لونڈی آزاد کرے اور مکمل دیت میت
ثوں کو ادا کرے ۔ اہم بات وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ اس
ں مرد و عورت دونوں کا حکم مذکور ہے پس یہیں سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مرد و عورت
ت برابر ہے ۔ اس نکتے پر مثالوں سے ہم نے بھی بحث کی ہے ۔

امام طحاوی۔ قاضی ابو الولید الباجی اور قاضی ابو المحاسن یوسف بن موسیٰ الحنفی کی رائے بھی یہی ہے اور قاضی ابو الولید الباجی نے لکھا ہے کہ حضرات عمر و علی رضی اللہ عنہما اور ابو حنیفہؒ شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا ایک قول عورت و مرد کی دیت کی برابری کا بھی ملتا ہے جس کا حوالہ گذر چکا ہے۔ پس جو لوگ یہ فرماتے ہیں کہ نصف دیت پر اجماع ہے یہ بالکل خلاف حقیقت ہے۔ جب علماء کرام کی چار مختلف آراء ہوں تو کسی ایک رائے پر اجماع کا دعوٰے کیسے درست تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ مشہور ائمہ کرام کا یہ قول اکثر نقل کیا جاتا ہے کہ جب حدیث صحیح مل جائے تو ہمارا قول دیوار پر مار دو۔ پھر جیسا کہ ذہبی نے لکھا ہے ایک حدیث کے زیادہ سے زیادہ طرق تلاش کرنے چاہئیں تاکہ بات ظن کے درجہ سے علم کے درجے تک پہنچ جائے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج ا ؛ ص ۶)

اب دیکھئے کہ حدیث ؛ المسلمون تتکافا دماؤ ھم الخ کم از کم چھ صحابہ سے اور حدیث ان فی النفس مائۃ من الابل ، کم از کم پانچ صحابہ سے مروی ہے مزید ابن عبد البر نے عمرو بن حزم کے مکتوب کو جس میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں 'نشبہ المتواتر کہا ہے۔ استاذ الکتانی اور دکتور الزحیلی نے تحفۃ الفقہاء للسمرقندی کے حاشیہ میں پانچ یا چھ صحابہ سے مروی احادیث کو متواتر شمار کیا ہے۔ اس حساب سے مذکورہ بالا دونوں احادیث اور کئی دیگر احادیث جن میں صیغہ عموم میں دیت سو اونٹ کا ذکر ہے متواتر قرار پاتی ہیں۔ شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ جو حدیث طبقہ اولی (بخاری۔ مسلم۔ موطا) میں اعلےٰ درجہ کی ہو تو وہ تواتر کے حد اور اس سے کم درجہ کی مستفیض کے مرتبہ تک پہنچ جاتی ہے (حجۃ اللہ البالغہ مترجم ج ا ص ۲۹۶ مطبوعہ نور محمد) اس کے برعکس قلیل و کثیر میں عورت کی دیت مرد کے نصف ہونے کی صرف ایک حدیث مرفوع بیہقی میں ملتی ہے۔ لیکن اس کے متعلق خود بیہقی نے کہہ دیا کہ اس کی اسناد ثابت نہیں (باسناد لا یثبت مثلہ) اس کے علاوہ یہ ضعیف خبر واحد حدیث کی بیس کے قریب مطبوعہ کتب میں سے کسی میں نہیں پائی جاتی۔ حتیٰ کہ ابو عاصم (الضحاک) کی کتاب جو خاص دیات کے موضوع پر ہے اس میں بھی یہ حدیث نہیں ہے اور نہ ثلث تک برابری اور اس سے زیادہ ہو تو نصف کی

کوئی روایت اس کتاب الدیات میں ملتی ہے یہی وجہ ہے کہ امام محمدؒ نے کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ" میں دلیل کے طور پر کسی مرفوع حدیث کو بیان نہیں کیا۔ انہوں نے صرف حضرات علی و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب منقطع روایت کو بطور دلیل ذکر کیا ہے۔ لیکن اس کی سند منقطع اور ضعیف ہے۔ ویسے ضعیف سند سے تو ان دونوں خلفاء کا یہ قول بھی ملتا ہے کہ عورت مرد کی دیت قلیل وکثیر میں برابر ہے۔ اس کا حوالہ گذر چکا ہے۔ ان میں صحیح قول وہی ہے جو حدیث کے مطابق ہے۔

غلام اور لونڈی میں برابری: ایک اور خاص بات یہ ہے کہ مذکورہ آیت میں دیت کے علاوہ ایک مسلمان غلام یا لونڈی آزاد کرنے کا بھی ذکر ہے۔ اس جگہ مرد غلام کو عورت لونڈی پر کوئی فوقیت نہیں دی گئی بلکہ انہیں مساوی درجہ میں رکھا گیا ہے[۱]۔ تو یہ بات یہیں سے واضح ہو گئی۔ کہ مرد و عورت کی دیت برابر ہے کیونکہ جب حق اللہ میں عورت مرد کی تفریق نہیں تو حق العباد میں بھی نہ ہوگی۔

تفسیر المنار کا بیان: دیت کے بارے میں تفسیر المنار کا بیان اس طرح سے ہے:

"ثم قال (ودیة مسلمة الی اهله) ای وعلیه من الجزاء مع عتق الرقبة دية يدفعها الى أهل المقتول فالكفارة حق الله والدية ما يعطى الى ورثة المقتول عوضا عن دمه عن حقهم فيه...... ويعرفها الفقهاء بانها المال الواجب بالجناية على الحر فى النفس اوفيما دونها وقد اطلق الكتاب الدية نكرة فظاهر ذلك يجزى منها ما يرضى اهل المقتول وهم ورثته قل اوكثر،

---

[۱] مزید چنیں ذکر ہو یا انثی متفق علیہ حدیث کیمطابق دونوں کی دیت برابر ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

ولكن السنة بينت ذٰلك وحددته على وجه الذى
كان معروفا مقبولا عند العرب واجمع الفقهاء على
ان دية الحر المسلم الذكر المعصوم (أى المعصوم
دمه بعدم ما يوجب اهداره) مئة بعير مختلفة فى السن
وتفصيلها فى كتب الفقة، وقالوا يجوز العدول عن الابل
إلى قيمتها والعدول عن انواعها فى السن بالتراضى بين
الدافع والمستحق. واذا فقدت وجبت قيمتها. ودية المرأة.
ومثلها الخنثى. نصف دية الرجل. والاصل فى ذلك أن المنفعة
التى تفوت أهل الرجل بفقده اكبر من المنفعة التى تفوت
بفقد الانثى فتقدرت بحسب الارث. و ظاهر الآية
انه لا فرق بين الذكر والانثى"[1] یعنی ظاہر آیت برابری پر دال ہے۔
مذکورہ بالا تفسیر سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن کے ظاہری الفاظ اور جنین کی صورت
میں ذکر و انثیٰ کی دیت کا برابر ہونا اور لونڈی غلام کو آزاد کرنے میں عورت یا مرد کی تفریق کا نہ
ہونا غرضیکہ ہر طرح سے قرآن و سنّت کے الفاظ سے یہی ظاہر ہے کہ عورت اور مرد کی دیت
میں کوئی فرق نہیں۔ صاحب المنار کے نزدیک آیت کا مطلب یہی ہے۔
دوسری بات یہ ہے کہ دیت دراصل مقتول کے لواحقین کو راضی اور ان کے نقصان کو
کسی نہ کسی حد تک پورا کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ پس اس کی مقدار تو دراصل مظلوموں کی
رضامندی پر منحصر ہے۔ لیکن معاشرہ نے اس کی مقدار سو اونٹ مقرر کی ہے جن کی عمروں

---

[1] تفسیر المنار ج ۵ ص ۳۳۲، ۳۳۳۔

میں باہمی رضامندی سے فرق ہو سکتا ہے۔ اونٹ نہ ہوں یا نہ ملیں تو ان کی قیمت ادا کی جائے گی مزید یہ کہ دیت چونکہ مظلوموں کے نقصان کی تلافی کی ایک کوشش ہوتی ہے اور عورت کے مرنے سے خاندان کو مرد کی نسبت اقتصادی طور پر کم نقصان پہنچتا ہے اس لیے جمہور عوام کی مرضی یہی رہی کہ عورت کی نسبت مرد کی دیت دوگنی ہو جیسا کہ مرد کا وراثت میں حصہ دوگنا ہوتا ہے اور مرد کے مرنے کا اقتصادی اور دفاعی شعبوں میں نقصان عورت کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ پس جب عوام اس پر راضی ہو گئے تو جمہور علماء نے بھی عورت کی دیت کے نصف ہونے کا فتویٰ دیدیا۔ لیکن ظاہر قرآن اور سنت سے دیت کے معاملہ میں عورت مرد کی تفریق ثابت نہیں۔ یہ تو رہے قرآنی دلائل۔ اب حدیث کے دلائل سنئے۔ احادیث تو بہت ہیں مگر خاص طور سے مندرجہ ذیل احادیث کثیر طرق سے مروی ہیں اور قلیل و کثیر میں عورت و مرد کی دیت کی برابری پر دال ہیں۔

۱۔ المسلمون تتکافؤ دماؤھم الحدیث (یہ حدیث کم از کم چھ صحابہ کرام سے مروی ہے اور متواتر ہے۔

۲۔ وفی النفس المؤمنۃ مائۃ من الابل الخ۔

۳۔ وان فی النفس مائۃ من الابل (وروینا) عن عمرؓ وعلیؓ وعبداللہ و زید بن ثابتؓ انھم قالوا فی الدیۃ مائۃ من الابل (السنن الکبریٰ ج ۸ ص۔

گویا یہ حدیث عمرو بن حزمؓ کو ملا کر کم از کم پانچ صحابہ سے مروی ہے اور متواتر ہے۔

۴۔ ومن قتل فی عمیتہ رمیا بحجر او عصا او سوط ففیہ دیۃ مغلظہ

۵۔ وان الرجل یقتل بالمرأۃ وعلی الذھب: الف دینار الحدیث۔

۶۔ دیۃ الشبہ العمد الحدیث،

۷۔ قالوا فی الدیۃ مائۃ من الابل الحدیث۔

۸۔ فی دیۃ الخطاء مائۃ من الابل الحدیث۔

۹۔ عن عبد اللہ بن مسعود انہٗ قال فی دیۃ الخطاء علی اھل البعیر مائۃ بعیر الحدیث (جامع مسانید الامام الاعظم ج ۲ ص ۱۸۹)

۱۰۔ قضی عمرؓ رضی اللہ عنہ فی شبہ العمد الحدیث وغیرہ وغیرہ۔

اس طرح کی احادیث بہت کثرت سے مروی ہیں جن کے عموم سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس کو غلطی سے قتل کر دیا جائے عورت ہو یا مرد، اس کی دیت سو اونٹ ہے اور جان کی دیت سو اونٹ ہے کیونکہ تمام مسلمانوں کا خون برابر ہے۔

مذکورہ بالا احادیث پر ہم آئندہ مفصل کلام کریں گے۔ سب سے پہلی حدیث کو الاصم اور ابن علیہ (امام احمد کے شیخ) نے خاص کر دلیل کے طور پر پیش کیا ہے اور تیسری حدیث میں المسلمون کے لفظ میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں اس کو بیہقی نے بیان کیا ہے بطور قصاص میں برابری کے لیکن اس حدیث کو بطور عورت و مرد کی دیت کی برابری کی دلیل کے امام طحاوی۔ قاضی ابوالولید الباجی المالکی الاندلسی اور قاضی یوسف بن موسیٰ الحنفی نے پیش کیا۔ (دیکھئے المعتصر من المختصر من مشکل الآثار۔ ج ۲ ص ۱۲۶)

عبدالرزاق کی ایک روایت کہ مرد کو عورت پر جان کے معاملے میں کوئی فضیلت نہیں ہے اور اسکا عکس — مصنف عبدالرزاق کی روایت ملاحظہ ہو:۔

۱۸۳۰۱۔۔۔۔ عبد الرزاق عن ابن جریج عن عطاء قال: والمرأۃ تقتل بالرجل لیس بینہما فضل وعمرو

ابن عطا اور عمرو دونوں کا یہ قول ہے کہ عورت کو بھی مرد کے قصاص میں اسی طرح قتل کر دیا جائے گا جیسا کہ مرد کو عورت کے قصاص میں قتل کیا جاتا ہے۔ ان میں سے کسی

ایک کو دوسرے پر جان کے معاملے میں کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے ہم اس سے دلیل پکڑتے ہیں کہ جب جان کے معاملے میں دونوں میں کوئی تفریق نہیں ہے تو دیت میں بھی تفریق یا ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں ہو سکتی)۔

دیت اور قصاص کے سلسلے میں اہم نکتہ: دیت اور قصاص کے سلسلے میں ایک اہم نکتہ جو سامنے رہنا چاہیے وہ یہ ہے کہ قصاص میں تو ذرا سا فرق بھی ملحوظ رکھا جاتا ہے جبکہ دیت کے سلسلے میں حساب موٹا موٹا کیا جاتا ہے۔ تھوڑے بہت فرق کو حساب میں شمار نہیں کیا جاتا۔ مثلاً ناک جڑ سے کاٹنے کی اور زبان کاٹنے کی دیت بھی سو اونٹ ہے اور جان مارنے کی دیت بھی سو اونٹ ہے اب سنئے کہ اگر کسی کا داہنا ہاتھ کاٹا گیا ہے تو قصاص میں اس کا بایاں ہاتھ نہیں بلکہ داہنا ہی کاٹا جائے گا۔ انگوٹھے کے بدلے انگوٹھا کاٹا جائے گا چھوٹی انگلی کی بجائے شہادت کی انگلی یا انگوٹھا نہیں کاٹا جا سکتا۔ لیکن جب معاملہ دیت کا ہوگا تو ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کی دیت ایک ہی مقرر کی گئی ہے۔ آخر ان میں فرق کو ملحوظ کیوں نہیں رکھا گیا۔ چھوٹی انگلی ہو یا شہادت کی ہو یا انگوٹھا ہو یا پیر کی انگلی ہو۔ سب کی دیت حدیث کی رو سے ایک ہی ہے اور اسی پر اجماع ہے جو حضرت عمرؓ کے زمانے میں قائم ہو گیا تھا حالانکہ پہلے حضرت عمرؓ کی رائے انگلیوں میں تفاوت کی تھی۔ قصاص کے معاملے میں یہ نہیں ہو سکتا کہ مجروح زندہ ہو لیکن جان بوجھ کر زخمی کرنے والے کو قتل کر دیا جائے۔ لیکن دیت کے سلسلے میں ایسا ہو سکتا ہے کہ مجروح زندہ ہو اور دیت قتل کی دیت سے چار گنا وصول کر لی جائے۔ پھر بھلا یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ قصاص میں عورت مرد برابر ہوں اور دیت میں نہ ہوں۔

اس نکتے کو سامنے رکھتے ہوئے غور فرمائیے کہ یہ کتنا عجیب ہے کہ عورت کے قصاص

میں آپ مرد کو قتل تو کر دیں لیکن اگر دیت دینا ہو تو وہ آدھی کر دی جائے۔ حالانکہ جو فقہاء کسی طور اس پر راضی نہیں کہ ذمی کے قصاص میں مسلم کو قتل کیا جائے وہ بھی تفضلاً و تبرعاً اس پہ راضی ہو جاتے ہیں کہ ذمی کی دیت مسلم کی دیت کے برابر ادا کر دی جائے۔

ایک اور اہم نکتہ یہ ہے کہ قصاص کی جگہ دیت باہمی رضامندی سے تین گنا یا چار گنا یا اس سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے کیونکہ ایسی صورت میں اصل مقصد مجروح یا مقتول کے ورثا کو راضی کرنا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق عدالتی فیصلہ آگے آ رہا ہے۔

مذکورہ بالا نکات اور قرآن و سنت کے واضح بیانات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ عورت اور مرد کی دیت برابر قرار دینا صحیح ہے۔ جن لوگوں نے عورت کی دیت نصف قرار دی ہے انہوں نے قرآن و سنت پر غور کرنے کی بجائے قیاس مع الفارق کیا ہے اور عقل و منطق سے زیادہ کام لیا ہے۔ ورنہ قرآن و سنت سے تو دیت میں برابری ہی ثابت ہوتی ہے۔

پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس دنیا میں جتنے فیصلے بھی ہوتے ہیں وہ عارضی ہوتے ہیں۔ اس میں یہی ضروری ہے کہ پوری کوشش سے قرآن و سنت کی روشنی میں عدل کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا جائے۔ باقی اصل فیصلے تو قیامت کو ہونے ہیں وہاں سب کمی بیشی پوری کر دی جائے گی۔ ہر مقدمہ کی آخری عدالت وہی ہے۔ خاص لڑکی کے سلسلے ہی میں قرآن کی آیت موجود ہے۔

وإذا الموؤدة سئلت بأي ذنب قتلت (التکویر: ۸)

پھر دیکھئے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ جنین چاہے ذکر ہو یا انثیٰ اس کی دیت مساوی ہے۔

معافی کا حق

مزید اس پر بھی اجماع ہے کہ اگر مقتول کے وارثین میں عورت یا عورتیں بھی ہیں تو خون معاف کرنے اور دیت قبول کرنے کے سلسلے میں بھی عورت

اور مرد کا اختیار مساوی ہے۔ اس سلسلے میں امام نسائیؒ نے باقاعدہ اپنی سنن میں باب باندھا ہے اور کئی طرق سے مرفوع روایت بیان کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

"اخبرنا اسحاق بن ابراهیم قال: حدثنا الولید عن الاوزاعی قال: حدثنی حصین قال حدثنی ابوسلمة ح وانبانا الحسین بن حریث قال: حدثنا الولید قال: حدثنا الاوزاعی قال: حدثنی حصین انه سمع ابا سلمة یحدث عن عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: وعلی المقتتلین ان ینحجزوا الاول فا الاول، وان کانت امرأة"[1]

اس کی تشریح میں سیوطی لکھتے ہیں:

"والمعنی: أن لورثة القتیل ان یعفوا عن دمه. رجالهم ونساؤهم ایهم عفا۔ وان کانت امرأة سقط واستحقوا الدیه وقوله (الاول فالاول) أی الاقرب فالاقرب"[1]

اب دیکھئے یہاں عورت کا حق بالکل مرد کے مساوی ہے۔ جنس کی بنا پر کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں۔ حق کی بنیاد رشتہ میں قربت ہے نہ کہ جنس۔ یہ حدیث مرفوع دونوں کے قصاص ودیت

---

[1] سنن النسائی المجتبی مع زہر الربی للسیوطی ج ۸ ص ۳۴، ۳۵ (مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر الطبعۃ الاولی ۱۹۶۴ء) اس سلسلے میں جنگ کے میدان میں بھی ایک عام مسلمان عورت کو دشمن کے کسی شخص یا پورے قلعہ کو امان دینے کا اتنا ہی حق حاصل ہے جتنا کسی عظیم سے عظیم کمانڈر کو یاد رہے کہ امان دینے کا اختیار رکھنے والی عام سویلین عورت ہوگی نہ کہ جنگ میں حصہ لینے والی۔ کیونکہ جہاد تو عورتوں پر فرض ہی نہیں ہے۔ عورت کے امان دینے کے واقعات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی ہوئے اس لئے اس پر علماء میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس ذکر سے ہمارا مطلب عورت اور مرد کی مساوات ثابت کرنا ہے۔ تفصیل آگے آ رہی ہے۔

کے سلسلے میں اختیارات وحقوق کی مساوات پر ہی دلالت کرتی ہے۔ عورت وارث قصاص کی بجائے دیت قبول کر لے تو مرد وارث منہ دیکھتا رہ جائے گا اور وہ کچھ نہ کر سکے گا حتیٰ کہ اگر وارثین میں چار مرد اور ایک عورت ہو اور ان کی مقتول سے رشتہ داری برابر کی ہو تو اگر عورت دیت قبول کرنے کا فیصلہ کر لے اور مرد قصاص پر اصرار کریں تو واحد عورت کی رضامندی فیصلہ کن ہو گی اور چار مرد اپنا سامنہ لے کر رہ جائیں گے۔ یہاں ووٹوں کی کثرت بھی ایک عورت کی رائے کے سامنے دھری رہ جائے گی۔

حضرت عمرؓ کا فیصلہ: شاہ ولی اللہؒ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:۔

"البیھقی روی عن عمران رجلا قتل رجلا فقالت اخت المقتول وھی امرأۃ القاتل عفوت عن حصتی من زوجی فقال عمر عتق الرجل من القتل"[1]

یعنی ایک شخص نے ایک شخص کو قتل کر دیا تو مقتول کی بہن نے کہا کہ وہ قاتل کی بیوی تھی اور اس نے اپنے شوہر کو معاف کر دیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ شخص قتل سے بچا لیا گیا۔

یاد رہے کہ بیوی کو شوہر کی دیت میں حصّہ سے متعلق حضرت عمرؓ کی رائے پہلے دوسری تھی۔ شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں۔

شافعی سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ دیت داد ہیالی رشتہ داروں کے لیے ہے اور بیوی اپنے شوہر کی دیت میں کسی حصّہ کی وارث نہ ہو گی۔ یہاں تک کہ جب ان کو خبر دی ضحاک بن سفیان نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لکھا تھا کہ اشیم الضبابی کی بیوی کو اس کے شوہر کی دیت میں وارث بناؤ تو حضرت عمرؓ نے اپنے

---

[1] ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مترجم مطبوعہ نور محمد کراچی۔ ج ۳، ص ۲۶۳۔

موقف سے رجوع کر لیا۔[1]

مذکورہ بالا بیانات سے واضح ہو گیا ہوگا کہ ان معاملات میں منطق سے کام لینے کی بجائے قرآن کریم اور صحیح مرفوع احادیث کو مشعل راہ بنانا چاہیے۔

الحافظ الکبیر ابو عاصم (الضحاک) الشیبانی نے اپنی کتاب الدیات میں خاص باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے۔

"الرجل یقتل خطاء ھل لزوجته من دینه میراثا" اس کی چند احادیث سنئے

"حدثنا ابو بکر بن ابی شیبة حدثنا ابن عیینه عن الزهری عن سعید بن المسیب ان عمر کان یقول.... الدیة للعاقلة ولا ترث المرأة من دیة زوجها شیئاً حتی کتب الیه الضحاك بن سفیان الکلابی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ورث امرأة اشیم الضبابی من دیة زوجها حدثنا ابو بکر...عن سعید بن المسیب قال... قام عمر بن الخطاب رضی الله عنه فسأل من عنده علم من میراث المرأة من عقل زوجها فقام الیه الضحاك بن سفیان فقال ادخل فسطاطك حتی اخبرك فدخل فأتاه فقال کتب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اورث امرأة اشیم من دیة زوجها"[2]

---

[1] ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مترجم مطبوعہ نور محمد کراچی۔ ج ۳، ص ۴۶۷۔

[2] کتاب الدیات تالیف ابو عاصم (الضحاک) المتوفی سنۃ ۲۸۸، ص ۶۸۔ الطبعۃ الاولی ۱۳۲۳ھ مطبعۃ التقدم بشارع محمد علی بمصر۔

اب دیکھئے اللہ قرآن میں فرماتے ہیں۔ } قرآن وحدیث میں جہاں مردوں کا ذکر ہو وہاں عورتیں اس میں شامل ہوتی ہیں جب تک کوئی قرینہ استثنا کا نہ ہو۔

ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا الخ اس آیت میں غیبت سے روکا جارہا ہے اور کہا جارہا ہے کہ کیا تم میں کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ یہاں اگرچہ بھائی کا ذکر ہے لیکن بہنیں بھی اس میں شامل ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ مسلمان اپنے مرد بھائیوں کی غیبت تو نہ کریں مگر وہ عورت بہنوں کی غیبت کرتے رہیں۔ نہیں! بلکہ دونوں کا حکم ایک ہے پھر قرآن میں کہا گیا ہے کہ: انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم مذکورہ بالا آیت میں "المؤمنون" میں عورت مرد سب مسلمان شامل ہیں اور اگرچہ اخوۃ کہا گیا ہے لیکن اس میں اخوات بھی شامل ہیں۔

پھر قرآن میں کہا گیا ہے۔

یوم یفر المرء من اخیہ الخ (عبس: ۳۴)

یہاں اگرچہ المرء سے مراد لغوی طور پر مرد کے ہوتے ہیں۔ لیکن اس میں عورت (امرأۃ) بھی شامل ہیں اور اخیہ سے مراد اختہا یا اختہ بھی ہے۔

پھر قرآن میں کہا گیا ہے۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔

(الاسراء: ۲۷)

اس آیت میں بھی عورت مرد سب شامل ہیں اور فضول خرچ عورتیں گویا شیطان کی بہنیں ہیں۔

پھر قرآن میں مذکور دعا یوں ہے۔

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔

اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ سابق زمانے کے صرف مسلمان مردوں کے لیے دعا مانگی

جا رہی ہے۔ عورتوں کے لیے نہیں۔ بلکہ عورتیں یہاں مردوں کے ساتھ شامل ہیں۔
پھر قرآن میں قصاص ہی کے سلسلے میں یوں آیا ہے۔

فمن عفی لہٗ من اخیہ شیءٌ الخ (البقرہ: ۱۷۸)

مذکورہ بالا آیت میں اخیہ سے مراد مقتول کے وارث ہیں چاہے وہ مرد ہوں یا عورتیں یا ایک ہی عورت ہو یا ایک ہی مرد[1]۔ پس قرآن و حدیث میں جہاں جہاں۔ المؤمنون المسلمون یا مثلاً قتیل یا مسلم یا مومن کا لفظ آیا ہے تو اس میں عورت اور مرد دونوں شامل ہیں۔ پس جن احادیث میں یہ کہا گیا ہے کہ نفس کی دیت سو اونٹ ہیں۔ یا مومن کی دیت سو اونٹ ہیں۔ یا قتیل کا لفظ استعمال ہوا ہے وغیرہ وغیرہ ایسے مقامات پر عورت مرد دونوں شامل ہیں یعنی عورت ہو یا مرد مقتول کی دیت سو اونٹ ہوگی۔

قرآن و حدیث کے دلائل یعنی المسلمون یا قتیل الخطأ یا من قتل کے الفاظ میں عورت و مرد دونوں شامل ہیں

امام بیہقیؒ نے خاص باب باندھا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے اور نوٹ فرمائیے کہ یہاں خود بیہقی "المسلمون" کے لفظ میں عورت مرد دونوں کو شامل قرار دے رہے ہیں۔ پس "قتیل الخطاء الخ" والی متواتر حدیث وغیرہم میں بھی ثابت ہوا کہ ایسا ہی ہے جہاں یہ ہے کہ دیت سو اونٹ ہے۔ بیہقی لکھتے ہیں:

قال اللہ تبارک و تعالی (وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس) وقال النبی

---

[1] اس کے متعلق احادیث اور حضرت عمرؓ کا عدالتی فیصلہ بیان کیا جا چکا ہے جس سے اس بات کی تائید ہو جاتی ہے کہ اخیہ سے مراد اخت بھی ہے۔ مزید قرآن میں آیا ہے۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم۔ (التوبۃ: ۱۲۸) اس آیت میں مومنین کہا گیا ہے۔ لیکن اس میں مومنات یعنی عورتیں بھی شامل ہیں۔

صلى الله عليه وسلم المسلمون تتكافأ دماؤهم (أخبرنا) ابو سعيد بن أبي عمرو ثنا ابو العباس الاصم ثنا بحر بن نصر ثنا ابن وهب اخبرني يونس عن ابن شهاب قال قال الله عز وجل (يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم القصاص في القتلى) الآية كلها ثم قال (وكتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس) الآية كلها قال ابن شهاب فلما نزلت هذه الآية اقيدت المرأة من الرجل وفيما يعمد (٣) من الجراح (قال وحدثنا) عبد الله بن وهب اخبرني مالك ان سعيد بن المسيب قال الرجل يقتل بالمرأة اذا قتلها قال الله عز وجل (وكتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس).

(أخبرنا) ابو بكر محمد بن الحسن بن فورك أنبا عبد الله بن جعفر ثنا يونس بن حبيب ثنا ابو داؤد الطيالسي ثنا خليفة الخياط عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمنون تتكافأ دماؤهم وهم يد على من سواهم. وكذلك رواه يحيى بن سعيد الانصاري عن عمرو بن شعيب.

(اخبرنا) ابو عبد الله الحافظ ثنا ابو زكريا يحيى بن محمد بن العنبري ثنا ابو عبد الله محمد بن ابراهيم العبدي (١) ثنا الحكم بن موسى القنطري ثنا يحيى بن حمزة عن سليمان بن داؤد عن الزهري عن ابي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابيه عن جده عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كتب الى اهل اليمن بكتاب فيه الفرائض والسنن والديات وبعث به مع (٢) عمرو بن حزم وكان فيه وان الرجل يقتل بالمرأة.

(اخبرنا) أبو محمد عبد الله بن يوسف الاصبهانی انبا ابو سعيد ابن الاعرابی ثنا الحسن بن محمد الزعفرانی ثنا اسباط بن محمد وعبد الوهاب بن عطاء قالا ثنا سعيد عن قتادة عن انس بن مالك ان يهوديا قتل جارية على أوضاح فقتله رسول الله صلى الله عليه وسلم بها. اخرجه البخاری فی الصحيح من حديث سعيد بن أبی عروبة۔[1]

مذکورہ بالا روایات بہت اہم ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سعید بن المسیب "اور زہری" کے نزدیک بھی مذکورہ بالا قرآنی اور مذکورہ بالا مرفوع احادیث اس پر دال ہیں کہ جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمانوں کے خون آپس میں برابر ہیں تو اس کا مطلب ان دونوں بزرگوں نے یہی لیا کہ اس لفظ "المسلمون" میں عورت اور مرد دونوں شامل ہیں اور یہ حدیث آیات قرآنی ہی کی تفسیر ہے۔ اور مذکورہ آیات واحادیث کے مطابق عورت کا قصاص نفس اور جراحات میں مرد سے برابر کا لیا جائے گا۔ معلوم ہو کہ یہی دونوں بزرگ ہیں جن کا یہ فتویٰ ہے کہ عورت اور مرد میں ثلث دیت تک تو برابری ہے اس کے بعد نہیں ہے یعنی امام بیہقی خود واضح کرتے ہیں کہ زہریؒ اور سعید بن المسیبؒ کے نزدیک مذکورہ قرآنی آیات کے نزول کے بعد ہی عہد میں عورت کے بدلہ مرد سے قصاص لیا گیا یعنی جان کے بدلے جان بھی اور جراحات کے بدلے جراحات اور بخاری وغیرہم کی روایات کردہ احادیث سے بھی یہی ثابت ہے کہ عورت کے بدلے مرد کو قصاص میں قتل کیا جائے گا اور جراحات میں برابری کا قصاص لیا جائے گا۔ ہم کہتے ہیں کہ جان اور جراحات کا قصاص تب ہی لیا جائے گا جب جان اور جوارح کے سلسلے میں برابری تسلیم ہو جائے۔ جب قصاص تسلیم ہو گیا تو جان اور جراحات میں برابری بھی ثابت ہو گئی اور ساتھ ہی دیت میں برابری بھی خود بخود ثابت ہو گئی۔ اور جان اور جراحات میں برابری قرآن کریم، بخاری کی روایات حتیٰ کہ خود بیہقی کے خاص باب "قتل الرجل بالمراۃ"

[1] السنن الکبریٰ: ج ۸، ص ۲۷، ۲۹۔

سے بھی ثابت ہوگئی۔ بیہقی کا یہ باب عورت و مرد کی دیت کی برابری پر دال ہے مذکورہ قرآنی آیات اور حدیث "ان فی النفس مائۃ ابل" کے علاوہ حدیث: المسلمون تتکافؤ دماؤھم "مسلمان مردوں اور عورتوں کی دیت میں برابری واضح کرنے میں سب سے اہم ہیں۔ یہ اس سلسلے کی بنیادی حدیثوں میں سے ہیں۔ اس کو صحیح تسلیم کرنے کے بعد در اصل بیہقی یا کسی بھی عظیم بزرگ کے لیے قلیل اور کثیر میں برابری تسلیم کرنے کے سوا چارۂ کار باقی ہی نہیں رہتا۔ ہم نے آگے چل کر اس پر مفصل بحث کی ہے اور ہم ہی نے نہیں بلکہ حنفیوں کے سب سے بڑے محدث امام طحاوی اور مالکیوں کے عظیم قاضی و محدث اور فقیہ ابوالولید الباجی اور حنفی قاضی یوسفؒ و شیخ عبدالحقؒ نے اسی روایت کی بنا پر تمام آثار کو

لہ جہاں تک قتل عمد کا تعلق ہے تو اس کا اصل حکم قصاص ہی کا ہے۔ البتہ قاتل اگر مقتول کے وارثوں کو راضی کرلے چاہے ہزار دینار پر اور چاہے دس ہزار یا زیادہ دینار پر یہ ان کی آپس کی رضامندی پر منحصر ہے۔ اس کے ثبوت میں بہت سی روایات ہیں ہم ایک پر اکتفا کرتے ہیں تاکہ معاملہ واضح ہو جائے یہ روایت مجمع زوائد میں بھی ہے ابن حجر اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ اسے ابویعلی اور ابوبکر ابن شیبۃ نے بھی روایت کیا جو حسب ذیل ہے۔ ۱۸۷۱- عدی بن ثابت قال: ھشم رجل فی زمن معاویۃ۔ فعرضت علیہ الدیۃ فاباھا، فزادوا حتی اعطوا ثلاث دیات الحدیث۔ پھر اس کے حاشیہ میں حبیب الرحمن الاعظمی لکھتے ہیں، و عزاہ البوصیری لابن ابی عمر و ابی یعلی بلفظ واحد۔ قال: ورجال اسنادہ رجال الصحیح الاعمران بن ظبیان فانہ مختلف فیہ قلت: ونحوہ فی الزوائد (۳۰۲/۶) (کذا فی مطلب العالیہ لابن حجر ج ۲ ص ۱۴۳ مطبوعہ ۱۹۷۱ء، کویت۔ خاص اس میں ایک بات یہ ہے کہ ابن حجر نے اسکو باب الدیۃ فی قتل الخطاء و العفو عنہا کے تحت بیان کیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مرد کی دیت تین گنا لی جا سکتی ہے تو عورت کی بھی لی جا سکتی ہے۔

سامنے رکھتے ہوئے اختلافی مشکلات کا عمدہ حل پیش کر دیا اور عمدہ طریق سے واضح کر دیا کہ احادیث کی روشنی میں صحیح فتویٰ یہی ہے کہ مسلمان عورت اور مرد کی دیت نفس اور جراحات میں برابر ہے۔ ان کا حوالہ آگے ہم پیش کر رہے ہیں۔ ان بزرگوں نے واضح کر دیا ہے کہ اس سلسلے میں قرآن اور حدیث مرفوع کا حکم یکساں ہے ہم کہتے ہیں کہ جمہوری اثرات کی وجہ سے فقہاء کی اکثریت کا رُخ قیاس مع الفارق کی طرف مڑ گیا ورنہ بات واضح ہے۔

عورت کے بدلے مرد کو قتل کرنے اور عمرو بن حزم والے مکتوب سے متعلق شوکانی کا بیان۔

شوکانی نے نیل الاوطار میں خاص باب باندھا ہے جس کا عنوان یہ ہے۔

" باب قتل الرجل بالمرأة والقتل بالمثقل "

اس باب میں شوکانی عورت کے قصاص میں مرد کو قتل کرنے کے حق میں دلائل دیتے ہوئے عمرو بن حزم والے مکتوب پر بھی عمدہ بحث کرتے ہیں۔ اس پر انہوں نے غالباً سب سے مفصل بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

" وعلى ما ورد من الاحاديث والآثار القاضية بانه يقتل الذكر بالانثى منها حديث الباب . . . ومنها ما اخرجه مالك والشافعي من حديث عمرو بن حزم (أن النبي صلى الله عليه وسلم كتب في كتابه الى اهل اليمن ان الذكر يقتل بالانثى) وهو عندهما . . . . . . عن عبد الله بن ابي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم (ان الذكر يقتل بالانثى) ووصله نعيم بن حماد عن ابن المبارك عن معمر عن عبد الله بن ابي بكر بن حزم عن ابيه عن جده . . . . كذا اخرجه عبد الرزاق عن

معمر ومن طريقه الدارقطني ورواه ابوداؤد والنسائي من طريق ابن وهب عن يونس عن الزهري مرسلا .... وتعقبه ابن عدي فقال: هذا خطاء انما هو سليمان بن داؤد. وقد جوده الحكم بن موسى وقال ابوزرعة: عرضت على احمد فقال سليمان بن داؤد اليمامي ضعيف وسليمان بن داؤد الخولاني ثقة، وكلاهما يروي عن الزهري والذي روى حديث الصدقات[1] هو الخولاني فمن ضعفه فانما ظن ان الراوي هو اليمامي. وقد اثنى على سليمان بن داؤد الخولاني هذا ابوزرعة وابوحاتم وعثمان بن سعيد وجماعة من الحفاظ وحكى الحاكم عن ابي حاتم انه سئل عن حديث عمرو بن حزم فقال: سليمان بن داؤد عندنا ممن لا بأس به. وقد صحح هذا الحديث ابن حبان والحاكم والبيهقي ونقل عن احمد انه قال: ارجو ان يكون صحيحا وصححه ايضا من حيث الشهرة لا من حيث الاسناد جماعة من الائمة منهم الشافعي فانه قال في رسالته: لم يقبلوا هذا الحديث

حتى ثبت عندهم انه كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ابن عبد البر: هذا كتاب مشهور اشبه المتواتر في مجيئه لتلقي الناس له بالقبول والمعرفة. قال ويدل على شهرته ماروى ابن وهب عن مالك عن الليث بن سعد عن يحيى بن سعيد عن سعيد بن المسيب قال: وجد كتاب عند ابي

---

[1] یعنی یہی حدیث جس میں دیات اور صدقات کا ذکر ہے۔

حزم یذکرون انہٗ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
وقال العقیلی: ھذا حدیث ثابت محفوظ الا انا نری انہ کتاب
غیر مسموع عمن فوق الزھری[1]۔ وقال یعقوب ابی سفیان:
لا اعلم فی جمیع الکتب المنقولۃ کتابا۔ اصح من کتاب
عمرو بن حزم ھذا۔ فان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم والتابعین یرجعون الیہ ویدعون رأیہم۔ قال الحاکم:
قد شھد عمر بن عبد العزیز و امام عصرہ الزھری بالصحۃ
لھذا الکتاب ثم ساق ذالک بسندہ الیھما وسیاتی لفظ ھذا
الحدیث فی ابواب الدیات، ھذا غایۃ مایمکن الاستدلال بہ
للجمھور ومما یقوی ماذھبوا الیہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
(وھم یقتلون قاتلھا)[2] وسیاتی فی باب ان الدم حق لجمیع الورثۃ

---

[1] شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس کی تصدیق کی اور اس پر عمل کیا۔ حوالہ آگے آرہا ہے۔

[2] یہ حدیث اس صحیفہ کا حصہ تھی جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی زندگی ہی میں تیار کرلیا تھا۔ اور جس کو ہاتھ میں لے کر ان کے پوتے اس سے روایت کرتے تھے۔ یہ حدیث سنن ابن ماجہ میں یوں درج ہے: ۲۶۴۷۔ حدثنا اسحٰق بن منصور انبانا یزید بن ھارون انا محمد بن راشد عن سلیمان بن موسٰی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال: قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یعقل المرأۃ عصبتھا من کانوا ولا یرثوا منھا شیئا الا ما فضل عن ورثتھا وان قتلت فعقلھا بین ورثتھا فھم یقتلون قاتلھا۔ (سنن ابن ماجہ باب عقل

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

من الرجال والنساء ووجهه ما فيه من العموم الشامل للرجل و المرأة۔ ومما يقوّی ما ذهبوا اليه ايضاً انا قد علمنا ان الحكمة فی شرعية القصاص هی حقن الدماء وحياة النفوس كما يشير الی ذلك قوله تعالی: ولكم فی القصاص حياة۔ وترك اقتصاص للانثی من الذكر يفضی الی اتلاف نفوس الاناث لامور كثيرة: منها كراهية توريثهن۔ ومنها مخافة العار عند ظهور ادنیٰ شیٔ منهن لما بقی فی القلوب من حمية الجاهلية التی نشاعنها الواد۔ ومنها كونهن مستضعفات لا يخشی من رام القتل لهن ان يناله من المدافعة ما يناله من الرجال۔ فلا شك ولا ريب ان الترخيص فی ذلك من اعظم الذرائع المفضية الی هلاك نفوسهن ولا

(بقیہ حاشیہ) المرأة علی عصبتها وميراثها لولدها حديث نمبر ۲۶۴۷ تحقيق فواد عبد الباقی مطبوعہ ۱۹۵۳ء)

اس میں عمرو بن حزم مکتوب کی مانند صاف کہا گیا ہے کہ عورت کے وارث عورت کے قاتل کو قصاص میں قتل کریں گے۔

مزید جامع الاصول لابن الاثیر میں ہے کہ " هم يقتلون قاتلها " کے الفاظ عمرو بن شعیب کی روایت سے ابوداؤد اور نسائی نے بھی اپنے اپنے طریق پر روایت کئے ہیں۔ (جامع الاصول، ج ۱۰، ص ۲۶۸)

سیما فی مواطن الاعراب المتصفین بغلظ القلوب و شدۃ الغیرۃ و الانفۃ اللاحقۃ بما کانت علیہ الجاھلیۃ"[1]

شوکانی نے مندرجہ بالا بیان میں عورت کا قصاص مرد سے نہ لینے کے خلاف جو دلائل دیئے ہیں کہ اس سے عورتوں کا قتل زیادہ عام ہو جائے گا کئی وجوہات کی بنا پر لوگوں کے لیے عورتوں کا قتل آسان ہو جائے گا۔ مثلاً یہ کہ لوگ ان کو وراثت میں حصہ دینا پسند نہیں کرتے اور یہ کہ ان کی معمولی غلطی سے بھی جاہلیت کے دور کی باقی حمیت کی وجہ سے لوگوں کو جلد ننگ و عار محسوس ہونے لگتی ہے۔ مزید یہ کہ اپنی جان کی حفاظت جیسی مرد کر سکتا ہے عورت نہیں کر سکتی۔ ان وجوہات کی بنا پر اگر مردوں سے عورتوں کا قصاص لینا ترک کر کے محض دیت لینی شروع کر دی جائے تو یہ عورتوں کے نفوس کی ہلاکت کا ایک بڑا ذریعہ بن جائے گا۔ اس کا اثر دیہات میں اور بھی زیادہ ہوگا کیونکہ وہاں جاہلیت کے دور کے اثرات مثلاً قلوب کی سختی اور غیرت کی شدت ابھی تک موجود ہیں۔ اسی دلیل سے نصف دیت کی بنا پر ان کے قتل میں زیادتی ہو جانے گی۔

امام طحاوی والقاضی ابی الولید الباجی المالکی اور القاضی ابوالحسن یوسف بن موسیٰ الحنفی کا متفقہ فیصلہ کہ عورت مرد کی دیت برابر ہے

تمام علماء جانتے ہیں کہ امام طحاوی مشہور امام حدیث گذرے ہیں۔ وہ پہلے شافعی تھے اور بعد میں حنفی ہو گئے۔

---

[1] نیل الاوطار ج ۸ ص ۱۹، ۲۰، ۲۱۔ الطبعۃ الثالثۃ ۔ ۱۹۶۱ مصطفی البابی مصر۔ مزید یاد رہے کہ شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں "میں کہتا ہوں کہ دیات کا اندازہ کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مکتوب جو عمرو بن حزم سے روایت کیا گیا ہے بنیادی چیز ہے اور عمر بن الخطاب نے اس کو ثابت قرار دیا اور اس کو معمول بنایا (ازالۃ الخفاء مترجم ج ۳: ص ۲۶۵ مطبوعہ نور محمد کراچی) جیسا کہ ابن حجر وغیرہ نے کہا ہے۔ اس مکتوب میں اس کا ذکر بالکل نہیں ہے کہ عورت کی دیت نصف ہوتی ہے۔

حنفیہ میں ان سے بڑا کوئی محدث نہیں اور آثار کی مشکلات سے متعلق بڑی تحقیقی کتاب لکھی جس کا نام مشکل الآثار ہے۔ یہ نامکمل چھپی ہے۔ یہ کتاب اتنی عمدہ تھی کہ اندلس کے مشہور مالکی امام قاضی ابوالولید الباجی نے اس ضخیم کتاب کو مرتب کر کے اختصار کیا اور اس کا نام المختصر رکھا۔ پھر حنفی قاضی یوسف بن موسیٰ نے اس کا اختصار کیا اور اس کا نام المعتصر من المختصر من مشکل الآثار رکھا۔ . . . . . . اس کتاب میں اسی حدیث متواتر کو بنیاد بنا کر دیت سے متعلق مسئلہ کی مشکلات کو نہایت عمدہ طریقے سے حل کیا گیا ہے جو انہی ائمہ کا حصہ ہے[1]

سنئے ارشاد ہوتا ہے:

"روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسلمون تتکافا دماؤ ھم و یسعی بذمتھم ادناھم وھم ید علی من سواھم، لا یقتل مؤمن بکافر، ولا ذو عھد فی عھدہ، فیہ التسویۃ بین دماء المسلمین فی القصاص والدیۃ شریفا کان او وضیعا رجلا کان او امرأۃ حتی الرجل بالمرأۃ کعکسہ والمراد بالذمۃ الامان حتی لو أمن رجل من المسلمین العدو امانا نفذ ذلک علی جمیع المسلمین وحرم إخفارہ کما روی فی امان زینب ابنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم زوجھا ابا العاص بن الربیع، وقولہ ادناھم یحتمل ان تکون المرأۃ او العبد و اذا کان امان

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ مسلمانوں کے خون برابر ہیں اور ذمیوں کو امان دینے وغیرہ کے سلسلے میں مسلمانوں کا ادنیٰ شخص بھی وہی حیثیت رکھتا ہے جو بڑے لوگ

---

[1] یاد رہے کہ امام احمدؒ کے نزدیک مسلمان اگر اہل کتاب ذمی کو عمداً قتل کر دے تو اس کی دیت مسلمان کے برابر ہوگی۔

رکھتے ہیں۔ مومن کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی معاہدہ کو اس سے عہد کی موجودگی تک۔ اس حدیث میں تمام مسلمانوں کے درمیان قصاص اور دیت میں برابری کا ذکر ہے اس میں شریف۔ رذیل۔ عورت مرد سب شامل ہیں۔ حتیٰ کہ مرد عورت کے بدلے میں قتل ہوگا یا برابری کی دیت ادا کرے گا اسی طرح عورت مرد کو قتل کرے تو قصاص میں قتل ہو گی یا باہمی رضامندی کے بعد برابری کی دیت ...... ادا کرے گی۔ اور ذمہ سے مراد امان ہے حتیٰ کہ اگر ایک مسلمان دشمنوں کو امان دیدے تو اس کا نفاذ تمام مسلمانوں پر ہوگا اور اس امان کی تحقیر حرام ہوگی جیسا کہ وہی ہے کہ حضرت زینبؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر نے اپنے خاوند ابوالعاص بن ربیع کو امان دی تھی۔ اور ادناہم کے الفاظ کا یہ مطلب ہے کہ چاہے وہ عورت یا غلام ہی کیوں نہ ہو۔ جب غلام کے لیے امان دینا جائز ہے اور اس کا یہ حق تسلیم شدہ امر ہے تو آزاد عورت کا حق تو اس سے زیادہ ہے۔ الی آخرہ۔

اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں کہ ذمی مرد کی دیت مسلم مرد کے برابر ہے یا وہ لوگ بھی جو یہ بات بہر حال تسلیم کر لیتے ہیں کہ ذمی مرد کی دیت مسلم مرد کے برابر قرار دے دینی چاہیئے۔ ان سب لوگوں کو یہ بھی تسلیم کر لینا چاہیے۔ کہ مسلمان عورت کی دیت مرد کے برابر ہے کیونکہ مسلمان عورت کا حق بہر حال ذمی مرد یا غلام سے زیادہ ہے۔

ایک اہم دلیل عورت کی دیت مرد کے برابر قرار دینے کے بارے میں ہماری دلیل یہ متواتر حدیث ہے جسے حضرت علیؓ کی روایت سے سرخسی نے بیان کیا ہے۔ یعنی فی النفس المومنۃ مائۃ من الابل (المبسوط ج ۱۶ ص ۷۶)

تعجب تو ان بزرگوں پر ہے جو امام شافعی کا یہ قول دیکھنے کے بعد کہ:

"ولان نقصان الکفر فوق نقصان الانوثۃ"[۵]

---

[۵] تکملۃ "فتح القدیر" نتائج الافکار للمحقق، الکمال الدین ابن ہمام الحنفی (حاشیۃ) ج ۱۰ ص ۳۰۹ مصطفی البابی الحلبی واولاد مصر مطبوعہ ۱۹۷۰ء۔

(یعنی کفر کا نقصان عورت ہونے کے نقصان سے زیادہ ہے۔)
پھر بھی ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر تسلیم کرانے پر اصرار کرتے ہیں لیکن مسلمان عورت کی دیت مسلمان مرد کی دیت بلکہ ذمی مرد کی دیت کے برابر بھی تسلیم کرنے پر راضی نہیں ہوتے۔

پھر وہ فرماتے ہیں۔

والذی یساوی المسلم فی المالکیۃ فکذالک فی الدیۃ ولا یرتاب احد ان نفس کل شخص اعز مما فی یدہ من المال والذمی یساوی المسلم فی ضمان مالہ اذا اتلف ففی النفس اولی [1]

یعنی کسی چیز کے مالک ہونے کے معاملے میں ذمی اور مسلمان برابر ہیں پس اسی طرح پر ان کی دیت بھی برابر ہو کسی شخص کو اس بات میں شک نہیں کرنا چاہیے کہ ہر انسان کا نفس اس کے مال سے زیادہ معزز ہے جو اس کے قبضہ میں ہے جب ذمی اور مسلمان مال کے نقصان کا ہرجانہ وصول کرنے میں مساوی ہیں تو دیت میں بھی ان کی مساوات کا ہونا فطرت کے عین مطابق ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اسی مذکورہ بالا دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان عورت اور مسلمان مرد جب اپنے تلف شدہ مال کا ہرجانہ وصول کرنے میں برابر ہیں تو دیت بھی ان کی برابر ہونی چاہیے حقیقت تو یہ ہے کہ مذکورہ بالا دلیل مسلمان عورت کی دیت کی برابری کو ذمی کے مقابلہ میں زیادہ واضح طور پر ثابت کرتی ہے اور یہی رائے قرآن اور احادیث متواترہ کے مطابق ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

---

[1] تکملہ "فتح القدیر" نتائج الافکار لمحقق الکمال الدین ابن ہمام حنفی (حاشیہ) ج ۱۰، ص ۲۰۸ مصطفی البابی الحلبی و اولادہ مصر طبع ۱۹۷۰۔

پھر دیکھئے کہ غلام کی دیت اس کی قیمت کے برابر ہوتی ہے[1] اور اگر قیمت زیادہ ہو تو غلام کی دیت مسلم مرد کے برابر یعنی سو اونٹ یا ہزار دینار ہو جاتی ہے۔ بلکہ نصاریٰ اور مجوسی کے غلاموں کے متعلق المدونہ میں یوں ہے:

قلت أرأيت عبيدهم إذا هم قتلوا ما على القاتل (قال) عبيدهم عند مالك سلعة من السلع على القاتل مبلغ قيمة ما بلغت وإن كانت مائة ألف بمنزلة عبيد المسلمين على قاتل العبد من عبيدهم قيمة بالغة ما بلغت وإن كانت مائة ألف۔[2]

یعنی دوسرے لفظوں میں نصاریٰ کے غلام کی دیت ایک لاکھ بھی ہو سکتی ہے اور ذمی مرد کی دیت ایک ہزار دینار ہو سکتی ہے۔ لیکن آزاد مسلمان عورت کی دیت ہمارے کثیر فقہاء کے نزدیک پانچ سو دینار سے نہیں بڑھ سکتی۔ یاللعجب۔

جو لوگ عورت کی نصف دیت پر اصرار کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ چونکہ عورت کا میراث میں حصہ نصف ہے اور شہادت بھی نصف ہے لہٰذا دیت کا نصف ہونا بھی لازمی ہے پھر انہیں عثمان البتی اور حضرت علیؓ کی طرف منسوب قول کے مطابق قصاص کے سلسلے میں یہ بھی کہنا چاہیئے کہ عورت کے قصاص میں مرد کو قتل بھی کیا جائے اور اس کے ورثاء کو نصف دیت یعنی پانچ سو دینار بھی دیئے جائیں کیونکہ نصف دیت ماننے کا منطقی نتیجہ یہی ہے۔ جیسا کہ امامیہ کا مسلک ہے۔ لہٰذا قصاص میں عورت کے عوض مرد کو قتل کرنے کے حق کو تسلیم کرنے کے بعد دیت میں بھی برابری تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا۔

---

[1] عن الزهري عن ابن المسيب انه قال قتل العبد في ثمنه (السنن الكبرى: ج ٨: ص ١٠٤)

[2] المدونة الكبرى؛ ج ١٦ ص ٢٩٧ طبعت بمطبعة السعادة مصر ١٣٢٣ھ۔ تعاجہا محمد اساعیل۔

یاد رہے کہ صحابہ کرام کی طرف بعض اوقات جھوٹے اقوال بھی منسوب کر دیئے گئے ہیں۔ مثلاً حضرت علیؓ کے اقوال میں خاص طور پر بڑی گڑبڑ ہوئی ہے۔ صحیح مسلم کے مقدمے میں اس کا خاص طور سے ذکر ہے۔ ذہبی لکھتے ہیں:

"خالد بن عبد الله عن حصین عن عامر قال: ما کذب علی احد فی هذه الامة ما کذب علی علی رضی الله عنه"[1]

مزید ذہبیؒ فرماتے ہیں:

"وکل امام یؤخذ من قوله ویترك الا امام المتقین الصادق المصدق الامین المعصوم صلوت الله وسلامه علیه فیا لله العجب من عالم یقلد دینه امامابعینه فی (کل) ما قال مع علمه بمایرد علی مذهب امامه من نصوص النبویة فلا قوة الا بالله"[2]

یعنی ہر بڑے سے بڑے امام کے اقوال لئے بھی جاتے ہیں اور ان کے بعض اقوال ترک بھی کر دیئے جاتے ہیں سوائے تمام متقیوں کے امام صادق، مصدق، امین اور معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ پس تعجب ہے اس عالم پر جو ایک خاص امام کے اقوال کی ہر چھوٹی بڑی بات میں پیروی کرتا ہے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کے امام کے قول کے خلاف نصوص نبویہ موجود ہیں۔ پس صحیح راستے پر چلنے کی قوت تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔

اسی وجہ سے خود آئمہ کرام نے فرمایا جب تمہیں صحیح حدیث مل جائے تو ہمارا قول دیوار پر مار دو۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ: ج ۱: ص ۸۲، طبع حیدرآباد دکن ۱۹۵۵ء۔

[2] محولہ بالا ص ۱۶۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا قولِ فیصل

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مشکواۃ کی شرح اشعۃ اللمعات مشہور ہے۔ اس میں آپ اس حدیث: المسلمون تتکافا دماؤھم کے ضمن میں لکھتے ہیں:

گفت آں حضرت مسلماناں برابر است خونہا ایشاں در قصاص و دیت فضل نیست مر شریف را بر وضیع و کبیر را بر صغیر و عالم را بر جاہل و مرد را بر زن برخلاف عادت جاہلیت گفتہ اند کہ ایں یکے از احکامے ست کہ در صحیفہ علی بودہ اند رضی اللہ عنہ۔

(اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۲۴۳ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان)

حوالہ مندرجہ بالا محمد ظفیر الدین مفتاحی مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب اسلام کا نظام امن" میں دیا ہے" خون میں مساوات" کے تحت مذکورہ بالا عبارت کا اردو ترجمہ جو انہوں نے کیا ہے حسب ذیل ہے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمام مسلمان مسئلہ قصاص و دیت میں برابر ہیں۔ اس باب میں نہ شریف کو کمینہ پر فضیلت ہے نہ بڑے کو چھوٹے پر۔ نہ عالم کو جاہل پر اور نہ مرد کو عورت پر جیسا کہ جاہلیت میں تھا (اسلام مساوات کا قائل ہے)۔

("اسلام کا نظام امن" مؤلفہ ظفیر الدین مفتاحی ص ۲۴۴ شائع کردہ شعبہ تصنیف و تالیف مفتاح العلوم مئو اعظم گڑھ مطبوعہ جنوری ۱۹۶۶ء)

گویا کہ مذکورہ بالا حدیث کے جو مطلب ہم نے لئے ہیں وہی امام طحاوی قاضی ابوالولید الباجی المالکی۔ قاضی ابوالمحاسن الحنفی اور شیخ محدث دہلوی وغیرہم نے بھی لئے ہیں۔

الحمد للہ رب العلمین الصلوٰۃ والسلام علی رحمۃ للعلمین الذی بالمؤمنین والمؤمنات رءوف رحیم۔ وقال اللہ تعالیٰ عزوجل لنبیہ: ورفعنا لک ذکرک